حسنِ انتخاب

قاضی اطہر مبارکپوری

غیر مسلم اور قرآن سے استفادہ

اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں جو اہم عالمی مسائل درپیش ہیں، ان میں غیر مسلموں کے قرآن مجید چھونے، اس کو پڑھنے پڑھانے اور سمجھنے کا مسئلہ بڑی اہمیت رکھتا ہے، اِدھر پچھلی چند دہائیوں سے پوری دُنیا خصوصًا یورپ اور افریقہ کے ممالک میں اسلام فہمی کے لئے براہ راست مطالعہ کا ذوق اور داعیہ بڑھ رہا ہے، اور اس کے اصل منبع و ماخذ یعنی کتاب و سُنّت اور قدماء کی تصانیف سے اسلامی عقائد و اعمال کی جستجو عام ہو رہی ہے کیونکہ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ مستشرقین اور ان کے ہم ذوق اہل علم نے اسلام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، وہ خلاف واقعہ یا ناکافی ہے، اس صورتِ حال کے نتیجہ میں یورپ وغیرہ کی عام درسگاہوں میں عربی زبان اور تحقیقات اسلامی کے مستقل شعبے کھل رہے ہیں، یہ بات بہت خوش آیند اور اُمید افزا ہے کہ خود غیر مسلموں میں اسلامی فہمی کا ذوق، ان کو عربی زبان اور اسلامی علوم سے بہت قریب کر رہا ہے، ایسی حالت میں ہم مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ ان غیر مسلموں کی زیادہ سے زیادہ مدد کی جائے اور اسلام فہمی کی راہ میں ان کے لئے آسانی پیدا کی جائے، خاص طور سے ان کے

© rasailojaraid.com

پاس قرآن پہنچانے اور اس کو صحیح طور سے سمجھنے کا زیادہ سے زیادہ موقع فراہم کیا جائے۔

کئی سال ہوئے بمبئی میں ہمارے پاس جنوبی افریقہ (جوہانسبرگ) سے اس سلسلہ میں لمبا چوڑا استفتاء آیا تھا جس میں یہی سوال تھا کہ ہمارے یہاں کے یورپین اور افریقین ہم سے قرآن مجید اور اس کا ترجمہ طلب کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے طور پر اسلام کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کریں، ان میں اسلام فہمی کا شوق حد سے زیادہ ہے، جب سے یہاں کے مسلمانوں میں دینی شعور بیدار ہوا ہے اور ان کی بستیوں میں اسلامی اور دینی فضا پیدا ہو رہی ہے غیر مسلموں میں یہ ذوق بڑھتا جا رہا ہے، ایسی صورت میں ہم ان غیر مسلموں کو پورا قرآن یا اس کے اجزاء مع ترجمہ کے دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے جواب میں ہم نے اس وقت لکھا کہ قرآن کا ترجمہ دیا جا سکتا ہے، اور اسی وقت سے اس مسئلہ میں مزید تحقیق و تلاش جاری رہی۔

حالات کی تیز رفتاری اور ضرورت کی شدت نے بڑی حد تک قرآن کریم کو غیر مسلموں کے ہاتھ میں پہنچا دیا ہے اور وہ اپنے طور پر اس کو پڑھنے اور سمجھنے لگے ہیں، ان کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں عربی زبان کی تعلیم ہو رہی ہے اور دراساتِ اسلامیہ کا شعبہ قائم ہے، ایسی حالت میں ضرورت ہے کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کیا جائے، اور کتاب و سنت اور سلف صالحین کے قول و فعل سے روشنی حاصل کی جائے،

قرآن مجید کے ادب و احترام پر ہر مکلف مسلمان کا عقیدہ و عمل ہے، اور عام مسلک یہی ہے کہ محدث اور جنبی مسلمان اور غیر مسلم قرآن مجید کو ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے، البتہ محدِث یعنی بے وضو مسلمان اس کو پڑھ سکتا ہے،

اس سلسلہ میں سورۂ واقعہ کی یہ آیات قابل توجہ ہیں جن کے بارے میں علماء سلف کے مختلف اقوال ہیں،

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ	سو میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے
وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ	چھپنے کی اور اگر تم غور کرو تو یہ بڑی

عَظِیْمٌ ۝ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ	قسم ہے کہ یہ ایک مکرّم قرآن ہے
فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا یَمَسُّهٗۤ	جو محفوظ کتاب میں ہے، اس کو
اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِیْلٌ مِّنْ	بجز پاک فرشتوں کے کوئی ہاتھ
رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝	نہیں لگانے پاتا ہے، یہ ربّ
	العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے؛

جمہور صحابہؓ، تابعین اور سلف کا قول ہے کہ "لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" اس قرآن کے بارے میں ہے جو عند اللہ اور آسمان میں ہے، اور مطہرون سے مراد ملائکہ ہیں، یعنی اس آسمانی کتاب الٰہی کو صرف فرشتے ہاتھ لگاتے ہیں، سورہ عبس کی ان آیات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ	سو جس کا جی چاہے اس کو قبول
فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ	کرلے، وہ ایسے صحیفوں میں ہے
مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ	جو مکرّم ہیں، رفیع المقام ہیں،
كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ۝	مقدّس ہیں، جو ایسے لکھنے والوں کے
	ہاتھوں میں ہیں کہ وہ مقرب نیک ہیں

حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اور مجاہد، عکرمہ، ضحاک، سعید بن جبیر ابو شعثاء، جابر بن زید، ابو نہیک، ابو العالیہ، قتادہ، حماد بن سلیمان، اسماعیل سدی، عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم وغیرہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

دوسرے علماء کا قول ہے کہ "لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" میں مطہرون سے مراد جنابت اور حدث سے پاک لوگ مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ قرآن کو جنبی اور محدث ہاتھ نہ لگائے، ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ آیت میں اگرچہ خبر دی گئی ہے مگر اس کا مطلب و معنی طلب ہے اور قرآن کریم سے مراد مصحف ہے جو لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

© rasailojaraid.com

پاس قرآن پہنچانے اور اس کو صحیح طور سے سمجھنے کا زیادہ سے زیادہ موقع فراہم کیا جائے۔

کئی سال ہوئے بمبئی میں ہمارے پاس جنوبی افریقیہ (جوہانسبرگ) سے اس سلسلہ میں لمبا چوڑا استفسار آیا تھا جس میں یہی سوال تھا کہ ہمارے یہاں کے یورپین اور افریقین ہم سے قرآن مجید اور اس کا ترجمہ طلب کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے طور پر اسلام کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کریں، ان میں اسلام فہمی کا شوق حد سے زیادہ ہے، جب سے یہاں کے مسلمانوں میں دینی شعور بیدار ہوا ہے اور ان کی بستیوں میں اسلامی اور دینی فضا پیدا ہو رہی ہے غیر مسلموں میں یہ ذوق بڑھتا جا رہا ہے، ایسی صورت میں ہم ان غیر مسلموں کو پورا قرآن یا اس کے اجزاء مع ترجمہ کے دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے جواب میں ہم نے اس وقت لکھا کہ قرآن کا ترجمہ دیا جا سکتا ہے، اور اسی وقت سے اس مسئلہ میں مزید تحقیق و تلاش جاری رہی۔

حالات کی تیز رفتاری اور ضرورت کی شدت نے بڑی حد تک قرآن کریم کو غیر مسلموں کے ہاتھ میں پہنچا دیا ہے اور وہ اپنے طور پر اس کو پڑھنے اور سمجھنے لگے ہیں، ان کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں عربی زبان کی تعلیم ہو رہی ہے اور دراساتِ اسلامیہ کا شعبہ قائم ہے، ایسی حالت میں ضرورت ہے کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کیا جائے، اور کتاب و سنت اور سلف صالحین کے قول و فعل سے روشنی حاصل کی جائے،

قرآن مجید کے ادب و احترام پر ہر مکلف مسلمان کا عقیدہ و عمل ہے، اور عام مسلک یہی ہے کہ محدث اور جنبی مسلمان اور غیر مسلم قرآن مجید کو ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے، البتہ محدِث یعنی بے وضو مسلمان اس کو پڑھ سکتا ہے،

اس سلسلہ میں سورۂ واقعہ کی یہ آیات قابل توجہ ہیں جن کے بارے میں علماء سلف کے مختلف اقوال ہیں،

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ	سو میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے
وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ	چھپنے کی اور اگر تم غور کرو تو یہ بڑی

d.com

عَظِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

قسم ہے کہ یہ ایک مکرّم قرآن ہے جو محفوظ کتاب میں ہے، اس کو بجز پاک فرشتوں کے کوئی ہاتھ نہیں لگانے پاتا ہے، یہ رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے۔

جمہور صحابہؓ، تابعین اور سلف کا قول ہے کہ "لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" اس قرآن کے بارے میں ہے جو عند اللہ اور آسمان میں ہے، اور مطہرون سے مراد ملائکہ ہیں، یعنی اس آسمانی کتاب الٰہی کو صرف فرشتے ہاتھ لگاتے ہیں، سورہ عبس کی ان آیات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝

سو جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے، وہ ایسے صحیفوں میں ہے جو مکرّم ہیں، رفیع المقام ہیں، مقدّس ہیں، جو ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں کہ وہ مقرب نیک ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اور مجاہد، عکرمہ، ضحاک، سعید بن جبیر ابوشعثاء، جابر بن زید، ابونہیک، ابوالعالیہ، قتادہ، حماد بن سلیمان، اسماعیل سدی، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم وغیرہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

دوسرے علماء کا قول ہے کہ "لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" میں مطہرون سے مراد جنابت اور حدث سے پاک لوگ مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ قرآن کو جُنبی اور مُحدِث ہاتھ نہ لگائے، ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ آیت میں اگرچہ خبر دی گئی ہے مگر اس کا مطلب و معنی طلب ہے اور قرآن کریم سے مراد مصحف ہے جو لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

© rasailojaraid.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے علاقہ میں قرآن لے کر سفر کرنے سے اسلئے منع فرمایا ہے کہ دشمن اس کو پا جائے گا، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے عامل حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو جو مکتوب روانہ فرمایا تھا اس میں درج تھا۔ "أن لا یمس القرآن الا طاھر" یعنی قرآن کو صرف طاہر و پاک شخص ہاتھ لگائے، [1]

اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ سے بھی استدلال کیا جاتا ہے، جس میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی بہن سے کہا کہ جو کتاب تم لوگ پڑھ رہے تھے مجھے دو، تو بہن نے کہا کہ: "إنك رجس وانه لا یمسه الا المطهرون" یعنی تم ناپاک ہو اور اس کو پاک ہی لوگ ہاتھ لگاتے ہیں: "فقم فاغتسل او توضأ فتوضأ ثم اخذ الكتاب فقرأه" یعنی تم اٹھو غسل یا وضو کرو، چنانچہ حضرت عمرؓ نے وضو کیا اور قرآن کو پڑھا، دوسری روایت میں غسل کرنے کی تصریح بھی ملتی ہے، چنانچہ قاضی ابن عربی مالکیؒ نے احکام القرآن میں وَاغتسل وَاسلم لکھا ہے [2]

حضرت سلمان فارسیؓ نے ایک مرتبہ بغیر وضو کے قرآن پڑھا مگر اس کو ہاتھ نہیں لگایا، حضرت سعدؓ نے اپنے لڑکے کو قرآن چھونے کے لئے وضو کرنے کا حکم دیا، حضرت ابن عمرؓ سے بھی یہی مروی ہے، اور امام حسن بصریؒ، امام نخعیؒ بغیر وضو کے مسّ قرآن مکروہ سمجھتے ہیں [3]۔

فراءؒ نے سب سے الگ اور ظاہری معنی سے ہٹ کر کہا ہے آیت "لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" کا مطلب بیان کیا ہے کہ لایجد طعمه ونفعه الا من اٰمن بہ [4]، قرآن کی چاشنی اور لذت اور اس کا نفع وہی شخص پائے گا جو اس پر ایمان لائے۔

---

[1]: تفسیر ابن کثیر ج ۴ صـ ۲۹۸ [2]: احکام القرآن ابن العربی ج ۲ صـ ۲۳۲

[3]: احکام القرآن جصاص ج ۳ صـ ۵۱۱ [4]: تفسیر ابن کثیر ج ۴ صـ ۲۹۸

d.com

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے لکھا ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب کہ قرآن کی لذت وہی لوگ پا سکتے ہیں جو گناہوں سے پاک اور تائب دعا بدہیں صحیح ہے، امام بخاری نے اس کو مختار بتایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کی لذت اس شخص نے پائی جو اللہ تعالےٰ کی ربوبیت، اور دین اسلام کی حقانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر راضی ہوا مگر یہ توجیہہ بغیر عقلی اور سمعی دلیل کے ظاہر سے عدول ہے، [1]

قاضی ابوبکر احمد بن علی جصاص حنفیؒ متوفی ۳۷۰ھ مذکورہ آیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اگر آیت کو خبر پر محمول کیا جائے تو اولیٰ یہ ہے کہ اس میں وہ قرآن مراد ہو جو اللہ تعالےٰ کے یہاں ہے اور مطہرون سے مراد ملائکہ ہیں اور اگر آیت کو نہی پر محمول کیا جائے اگرچہ یہ بصورت خبر ہے تو ہم سب کے بارے میں عام ہوگی اور یہی اولیٰ ہے اس لئے کہ صریح روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم کے پاس جو تحریر روانہ فرمائی تھی اس میں "ولا یمس القرآن الا طاھر" تھا۔ اور یہ نہی اسی آیت کی وجہ سے ہوگی کیونکہ اس میں نہی کا احتمال ہے [2]

یہ ساری بحثیں مسلمان محدث اور حنفی کے مس قرآن کے بارے میں ہیں جو مکلف ہیں اور جن پر شرعی احکام لاگو ہوتے ہیں اسی کے ساتھ قرآن جہاں "ھدی للمتقین" ہے وہیں "ھدی للناس" بھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و مشرکین تک قرآن کی آواز پہنچانے میں جو جد وجہد فرمائی ہے اور اس راہ میں جو مصائب برداشت کئے ہیں ہماری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہیں، دربار رسالت میں جو وفود دین فہمی کے لئے آئے ہیں ان کے لئے جو اہتمام

---

[1] احکام القرآن ابن العربی ج ۲ ص ۲۳۱

[2] احکام القرآن ج ۳ ص ۵۱۱

© rasailojaraid.com

آپؐ نے فرمایا ہے وہ بھی معلوم ہے، اُن کی دلداری، پذیرائی اس لئے تھی کہ وہ خود دین کی سمجھ حاصل کرنے کے لئے آتے تھے، حتیٰ کہ جو حربی مشرک اور کافر قرآن سننے اور سمجھنے کے ارادے سے آتے تھے ان کو اپنی امان میں رکھ کر قرآن سنانے کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد خداوندی ہے:

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ۝

اور اگر کوئی شخص مشرکوں میں سے پناہ چاہے تو آپ اس کو پناہ دیدیں تاکہ وہ کلام اللہ کو سن لے، پھر اس کو اس کی پناہ کی جگہ پہنچا دیں، یہ حکم اس لئے ہے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے،

امام ابوبکر جصاص رحؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ کافر جب ہم سے دین کی حجت اور توحید و رسالت کے دلائل طلب کرلے، تاکہ حجت اور دلیل کی روشنی میں توحید و رسالت کو تسلیم کرلے، تو ہم پر اقامتِ حجت، اور اللہ تعالیٰ کی توحید، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا بیان کرنا ضروری ہے اور ایسے حربی کافر کا قتل کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کو امان دینے کا حکم دیا ہے تاکہ کلام اللہ کو سنے، اس کے بعد لکھتے ہیں:

وفيه الدلالة ايضاً على ان علينا تعليم كل من التمس منا تعريفه شيئاً من امور الدين، لان الكافر الذي استجارنا ليسمع كلام الله انما قصد التماس معرفة

نیز اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص ہم سے دین کی کوئی بات معلوم کرنا چاہے ہم پر ایسے تمام لوگوں کو تعلیم دینا فرض ہے، کیونکہ جس کافر نے کلام اللہ سننے کے لئے ہم سے پناہ و امان چاہی ہے اس کا مقصد دین کی

d.com

صحۃ الدّین، [۱]	صحت کی معرفت ہی ہے۔

موجودہ دَور میں بہت سے غیر مُسلموں کے بارے میں تقریباً یہی صورت حال ہے کہ وہ تحقیق کے لئے قرآن کو سمجھنا چاہتے ہیں، اور گویا ہم سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ ان کو قرآن کی تعلیمات اور توحید و رسالت کے بارے میں بنیادی باتیں بتائی جائیں، اس لئے ان کی پذیرائی، دلداری اور تالیف قلب کے ساتھ اسلام کے اصل منبع و مآخذ تک ان کے لئے راہ پیدا کرنی چاہیئے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے غیر مُسلم کے مس قرآن کا مسئلہ سامنے آتا ہے، ظاہر ہے کہ عام حالات میں غیر مُسلم کو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے، جب کہ وہ اپنے طور پر قرآن چھوتے اور پڑھتے ہیں۔ چنانچہ امام ابوبکر جصاصؒ نے مشہور تابعی امام ابوقتادہ بن دعامہ سدوسی بصریؒ متوفی ۱۱۷ھ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

وقال قتادة: لا یمسه عند الله الا المطهرون فاما فی الدنیا فانه یمسه المجوسی، والنجس والمنافق [۲]	جو قرآن عند اللہ ہے اس کو صرف پاک لوگ چھوتے ہیں اور جو دنیا میں ہے اس کو مجوسی اور ناپاک اور منافق بھی چھوتا ہے۔

امام ابن کثیرؒ نے بھی حضرت قتادہ کا یہ قول معمولی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے:

لا یمسه عند الله الا المطهرون فاما فی الدنیا فانه یمسه المجوسی النجس والمنافق الرجس [۳]۔	جو قرآن عند اللہ ہے اس کو صرف پاک لوگ چھوتے اور جو دُنیا میں ہے اس کو نجس مجوسی اور ناپاک منافق بھی چھوتا ہے۔

---

[۱] احکام القرآن ج ۳ ص ۱۰۳ ۔ [۲] احکام القرآن جصاص ج ۳ ص ۱۱۵
[۳] تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۹۸ ۔

© rasailojaraid.com

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول صورت حال کی خبر اور بیان واقعہ کے طور پر ہے، یعنی ان کے زمانہ میں بصرہ اور عراق کے دوسرے شہروں میں جو غیر مسلم اور مجوسی وغیرہ آباد تھے اور مسلمانوں سے ان کا اختلاط تھا۔ وہ اپنے طور پر بوقت ضرورت قرآن کو ہاتھ لگاتے اور پڑھتے تھے، جیسا کہ آج بھی یہ صورت ہے کہ غیر مسلم طابعین وناشرین قرآن مجید کی طباعت کرتے ہیں، اور ایسے ادارے اپنے طور پر اس کا احترام بھی کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام سے پہلے مصحف کو ہاتھ لگانے کے لئے جو وضو یا غسل کیا تھا ظاھر ہے کہ وہ بحالت کفر تھا اور اس کا مقصد ظاہری صفائی اور ستھرا پن تھا، غالباً اسی ظاہری صفائی کے پیش نظر ائمہ احناف میں امام محمدؒ نے غسل کے بعد نصرانی کے مس قرآن کو جائز قرار دیا ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے:

ویمنع النصرانی من مسّہ	مس قرآن سے نصرانی کو روکا جائیگا
وجوزہ محمد اذا اغتسل[1]	اور امام محمدؒ نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ جبکہ وہ غسل کر لے،

نیز اسی زمانہ میں کوفہ کے بعض اجلّہ تابعین اور ائمہ دین نے نصاریٰ سے اپنے لئے قرآن لکھوایا تھا، ظاہر ہے کہ ان حضرات نے نصاریٰ کی ظاہری صفائی پر اعتماد کرکے یہ کام ان سے لیا تھا، چنانچہ امام ابراہیم نخعیؒ اپنے استاد امام علقمہ بن قیس نخعی کوفیؒ متوفی ۶۲ھ کے متعلق بیان کرتے ہیں۔

انہ کان اذا اراد ان	جب ان کو مصحف کی ضرورت
یتخذ مصحفاً امر	پڑتی تو ایک نصرانی کو حکم کرتے
نصرانیاً فنسخہ[2]	اور وہ اُن کے لئے لکھدیا کرتا تھا

---

[1]: درمختار مع الشامی ج ۱ ص ۱۸۳

[2]: المحلی ابن حزم ج ۱ ص ۸۴

d.com

اس روایت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علقمہؒ اس عیسائی کاتب سے بار بار مصحف لکھوایا کرتے تھے، اور اس پر ان کو پورا اطمینان تھا۔

حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ علماء ربانیین میں سے تھے، حضرت عمر حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت سعد، حضرت حذیفہ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر اجلۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ حضرت ابن مسعود کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور علم و عمل، سیرت و کردار میں ان کے مثنیٰ تھے۔ ان کے حلقہ درس میں حضرات صحابہؓ شریک ہو کر دینی سوال کرتے اور فتویٰ پوچھتے تھے[1]

اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کوفی متوفی ۸۳ھ نے مقام حیرہ کے ایک نصرانی سے اجرت پر قرآن کی کتابت کرائی تھی، مصنف عبدالرزاق باب بیع المصاحف میں ہے:

ان عبد الرحمن بن ابی	عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے لئے حیرہ
لیلی کتب له نصرانی	کے ایک نصرانی نے ایک مصحف
من اهل الحیرة مصحفا	ستر درہم میں لکھا تھا،
بسبعین درهما[2]	

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ کوفہ کے کبار تابعین اور ثقات اسلام میں سے ہیں، ایک سو بیس ۱۲۰ صحابہ کی صحبت و معیت سے فیضیاب ہیں، ان کے حلقہ درس میں بھی حضرات صحابہؓ تشریف لاتے تھے۔ جن میں حضرت براء بن عازبؓ بھی ہوا کرتے تھے، یہ حضرات نہایت خاموشی اور ادب کے ساتھ ان سے احادیث سنتے تھے، وہ مشہور امام محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے والد ہیں[3]

ان حضرات کے اس عمل پر معاصر ائمہ دین کی طرف سے کسی قسم کی نکیر کا پتہ

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۲۷۳

[2] مصنف عبدالرزاق ج ۸ ص ۱۱۴ [3] تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۶۰

© rasailojaraid.com

نہیں چلتا، حالانکہ اس دور میں ہر جگہ علماء و فقہاء اور محدثین کا جم غفیر موجود تھا اور مختلف فیہ مسائل میں اختلاف رائے ہوتا تھا، ظاہر ہے کہ نصرانی کاتب سے قرآن لکھوانے میں اس کی ظاہری پاکی وصفائی کا لحاظ رہتا رہا ہوگا، جیسا کہ حضرت عمرؓ کے ایک واقعہ میں یہی بات تھی، اور ایسی صورت میں وہ نصرانی کاتب قرآن کو چھوتے اور پڑھتے تھے،

اس کے باوجود عہد سلف میں بلا کسی شرط وقید ہر محدث وجنبی اور غیر مسلم کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانے اور پڑھنے کے جواز میں کوئی صریح قول نہیں ملتا۔ البتہ حضرت قتادہؒ کا قول " فاما فی الدنیا فانہ یمسہ المجوسی والنجس والمنافق" بتاتا ہے کہ عہد صحابہ وتابعین میں قرآن کو غیر مسلم بھی ہاتھ لگاتے تھے۔ بعد میں پانچویں صدی کے مشہور ظاہری امام وعالم ابن حزم اندلسیؒ متوفی ۴۵۶ھ بلا کسی قید وشرط کے علی الاطلاق اس کے جواز کے قائل ہیں اور محدث، جنبی اور کافر ومشرک سب کے لئے قرآن چھونے اور پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں اور عدم جواز کے تمام دلائل کا رد کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

جنبی کے لئے مس قرآن کو ناجائز قرار دینے والوں نے جن آثار سے استدلال کیا ہے، ان میں سے کوئی صحیح نہیں ہے، کیونکہ وہ یا مرسل ہے، یا غیر مستند صحیفہ ہے، یا اس کا راوی مجہول ہے۔ یا ضعیف ہے۔ [1]

اور اپنے اس قول کے استدلال میں مکتوب نبوی بنام ہرقل کو پیش کیا ہے جس میں قرآنی آیات ہیں اور نصاریٰ نے ان کو ہاتھ لگایا اور پڑھا ہے، یہ مکتوب مبارک صحیح بخاری کتاب بدء الوحی میں یوں درج ہے:

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، من محمد عبد اللہ و رسولہ الی ھرقل عظیم الروم، سلام علی من اتبع الھدیٰ،

---

[1] المحلی ج ۱ ص ۸۱۔

اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین، فان تولیت فان علیک اثم الاریسین ویا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا، ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ، فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون ۔"

اس مکتوب نبویؐ کو نقل کر کے ابن حزمؒ نے لکھا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے نصاریٰ کے پاس یہ مکتوب روانہ فرمایا جس میں یہ آیت ہے: حالانکہ آپ کو یقین تھا کہ وہ اس مکتوب کو ہاتھ لگائیں گے۔ [۱]

اس مکتوب کے پیش نظر بعض علماء حنفی کے لئے ایک دو آیات پڑھنے اور دشمن کے ملک میں قرآن کے بعض اجزاء بھیجنے اور اس کے ساتھ سفر کرنے کے قائل ہیں، [۲]

غیر مسلم کو قرآن کی تعلیم دینے کے بارے میں علماء سلف کے مختلف اقوال ہیں:
حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ امام مالکؒ نے کافر کو قرآن کی تعلیم سے مطلقاً منع کیا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے، امام شافعیؒ کے اس بارے میں دو اقوال ہیں: اور بعض مالکی علماء نے غیر مسلم پر دین کی حجت قائم کرنے کے لیے قرآن کی مختصر تعلیم جائز قرار دی ہے، اور ضرورت سے زیادہ تعلیم سے منع کیا ہے۔ انہوں نے مکتوب نبویؐ بنام ہرقل سے استدلال کیا ہے، آخر میں لکھا ہے کہ:

وقد نقل النووی	امام نوویؒ نے نصاریٰ وغیرہ کے
الاتفاق علی جواز	پاس اس قسم کے خط لکھنے پر

---

[۱] :۔ فتح الباری جلد ۱ ص ۳۹

[۲] :۔ المحلی ۱۷ ص ۸۳

© rasailojaraid.com